نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

سالِ اشاعت: ۲ ○ سلسلۂ اشاعت: ۷

ذوالحج ۱۴۰۹ھ ○ جولائی ۱۹۸۹ء

سرپرست اکابر:

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہٗ

مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ

مولانا محمد عبداللہ مدظلہٗ

مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہٗ

مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ

رفقاءِ فکر:

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہٗ

سید عطاء المحسن بخاری

سید عطاء المؤمن بخاری

سید عطاء المہیمن بخاری

سید محمد کفیل بخاری

سید عبدالکبیر بخاری

سید محمد ذوالکفل بخاری

سید محمد ارشد بخاری

سید خالد مسعود گیلانی

عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا

عمر فاروق عمر ○ محمود شاہد

قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار

اس شمارہ میں:

دل کی بات : سید عطاء المحسن بخاری ۲

یوم الحج کا دردِ مقدس : مولانا ابوالکلام آزادؒ ۱۲

امام خمینی کے انتقال پر مولانا کوثر نیازی کا شعر : خادم حسین شیخ ۱۳

مولانا کوثر نیازی کا باپ گم ہو گیا ہے : حافظ ارشاد احمد ۲۵

اسلامی عبادات قسط ۲ : مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ۲۸

بیت اللہ کے مسافر : خادم کیتھلی ۳۲

مرزائیت ۔ انگریز کی ضرورت : زیڈ اے سلیری ۳۴

آج میں آزاد ہوں اپنے وطن میں : آپا ہندہ ۳۵

سیکولرازم اور پاکستان : پروفیسر خواجہ خورشید احمد ۴۰

ہم انتقام نہیں لیں گے : دیدہ ور ۴۲

یہ تہمت ہے مختاری کی : محمد جاوید اختر ۵۳

غیرت حیرانی سے تکتی ہے : حافظ عرفان احمد عرفانی ۵۶

رابطہ:

مدرسہ معمورہ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

فون : ۷۲۸۱۳

قیمت : ۵/= روپے

سالانہ : ۵۰/= روپے

دِل کی بات :

پاکستان کے قیام کے زمانے میں اس زمین بے آئین پر برطانوی اثر و نفوذ تھا اور مسلم لیگ پاکستان کے قیام کا تمغہ سینے پر سجائے حکمران تھی مسلم لیگ کی مسلم قیادت سے روابط اور مراسم کی بنیاد پر سر ظفر اللہ خاں اسلامیانِ پاکستان کی خارجہ حکمت عملی کے واحد با اختیار مرتد نمائندہ تھے انہوں نے پاکستان کی کیا خدمت کی اور کیا نہیں اس سے بحث نہیں البتہ انہوں نے غلام احمد قادیانی کی نبوت کی سفارت کے فریضہ کی ادائیگی کا حق ادا کر کیا پوری دنیا میں جہاں اُن کا بس چل سکا انہوں نے مرزائیت کی تبلیغ کیلئے آسانیاں پیدا کیں مرزائی مبلغین کو بیرونی حکومتوں سے بے پناہ مراعات دِلائیں اور باور یہ کرایا کہ یہ لوگ پاکستان کے تبلیغی سیکٹر میں کام کرنے والے مسلمان ہیں۔ اور اندرونِ ملک مرزائیوں کو تمام کلیدی عہدوں پر مسلط کیا گیا انہوں نے اپنے اختیارات کا ایسا ناجائز استعمال کیا کہ پاکستان میں تبلیغ اسلام گویا شجر ممنوعہ ہو کر رہ گئی۔ خصوصاً مجلس احرار اسلام کے اکابر پر پابندیاں' زبان بندیاں، پکڑ دھکڑ مارکٹائی اور مسجدوں پر تالے ایک قہر تھا جو ٹوٹا پڑتا تھا اسی جبر و تشدد اور ظلم و استبداد کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت برپا ہوئی تو مسلم لیگی حکومت نے ۱۳ ہزار مسلمانوں کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیا مگر ظفر اللہ خاں کو وزارتِ خارجہ کے عہدہ سے الگ نہ کیا یہ مسلم لیگی حکومت کا زریں کارنامہ تھا کہ ایک خالصتاً آئینی مطالبہ کو مارشل لاء کے ذریعے دبا دیا گیا۔ پھر پاکستان امریکی حکمت عملی کا صید زبوں بنا تو" ہم ہوگئے اسی کے جو نہ ہو سکا ہمارا !" ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں مرزائیوں نے شب خون مارنے کی ٹھانی تو بھٹو صاحب نے مرزائیوں کو آڑے ہاتھوں لیا اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دید یا لیکن امریکی لابی کے قانونی جغادروں نے نان مسلم اور ناٹ مسلم کی بحث میں مسئلہ الجھا دیا جس کے نتیجہ میں کلمہ' اذان' مسجد' نماز اور دیگر شعائر اسلامی کے اپنانے میں مرزائیوں پر کوئی پابندی نہ لگ سکی اور ہائی کورٹ کے شیخ آفتاب حسین جیسے ججوں نے بھی مرزائیوں کو اسلامی شعائر اپنانے کی اجازت دیدی۔ یہ بھی بھٹو صاحب کی راج دھانی میں ہی ہوا۔ جنرل ضیاء الحق نے اپنے فوجی جرنیلوں کی رفاقت میں بھٹو راج کا ٹاٹ پلٹا تو پھر مرزائیوں کی رہی سہی کسر بھی پوری ہوئی ان پر جائز اور قانونی پابندیاں عائد کی گئیں اور تمام اسلامی شعائر کا تحفظ کیا گیا اور شیخ آفتاب حسین صاحب اپنے لاؤ لشکر سمیت محروم اقتدار ہو گئے۔ ضیاء الحق ۱۷ اگست کے سازشی عمل میں کھیت ہوئے تو پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی

پیپلز پارٹی نے اپنے بانی محسن و مربی ذوالفقار علی بھٹو کے شاندار کارنامے پر خط تنسیخ کھینچ ڈالا اور نسیم احمد

سکہ بند گزیٹڈ مرزائی مہرے کو اقوام متحدہ میں پاکستان کا نمائندہ بنا دیا اب کہ وہ نمائندگی کنفرم ہوگئی ہے پی پی پی کے متعلق ہمارے خدشات یقین میں متبدل ہوگئے ہیں کہ پی پی پی کی حکومت نے اپنی بقاء و استحکام کے جو وعدے امریکی سامراج کے بزر جمہروں سے کئے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں کو ان کا کھویا ہوا مقام واپس دلا دیا جائے ——— ضیاء دشمنی میں اتنی شدت کہ اس کے غلط کاموں کو پامال کرتے کرتے اس کے اچھے اور اعلیٰ کاموں کو بھی پامال کیا جائے کیا یہ جمہوریت ہے ؟ اور جمہوریت کے پنپنے کی یہی ریت ہے ؟ ضیاء دور کی علامتوں کو مٹاتے مٹاتے کہیں دین کی علامتوں کو بھی مٹا دینا یہی غلطی بھٹو صاحب سے ہوئی تھی اور اب دختر بھٹو بھی اسی غلطی کو دُھرا رہی ہے۔ دس کروڑ پاکستانی مسلمانوں کا نمائندہ نسیم احمد مرزائی؟ کیا پاکستان میں کوئی ایسا مسلمان نہیں تھا یا پیپلز پارٹی میں بھی نسیم احمد کے معیار کا کوئی انسان نہیں جسے اقوام متحدہ میں پاکستان کا نمائندہ نامزد کیا جاتا کہ ایک مرتد قومی مجرم کو ہمارے سر پہ تھوپ دیا گیا ہے۔ امت کی اجتماعی حیثیت کو اس سے بڑا چرکا اور کیا ہوگا اور یہ عمل ضیاء دشمنی بھی مان لیا جائے تو مرزائی دوستی بھی تو ہے۔ یہ عملِ بد جمہوری عمل تو کہلا سکتا ہے اسلامی عمل ہرگز نہیں۔

جمہوریت: اسی لئے تو ہم جمہوریت کی نفی کرتے ہیں اس میں روایات کا قتل روا ہوتا ہے۔ اسلام ہماری روائت بھی ہے حکومت و سیاست بھی اسکی اپنی الگ شناخت، روایات، اقدار اور سکہ بند قوانین ہیں جن میں ترمیم، جن کی تنسیخ اور جن کی تبدیلی کافرانہ رویہ ہے اور ایسے تمام رویّے جمہوریت کی ناپاک کوکھ سے ہی جنم لیتے ہیں۔ اسمبلیوں میں جو زبان استعمال کی جارہی ہے اور جو لب و لہجہ اختیار کیا گیا ہے یہ تو ضیاء دور میں بھی نہیں تھا جس کو بدترین دور کہا جارہا ہے حکمران اور اپوزیشن ایکدوسرے پر گند اچھال رہے ہیں اور انفرادی یا قومی زندگی کے اعمال کو جس طرح پیش کیا جارہا ہے یہ تو کافروں کے ہاں بھی مروج نہیں چہ جائیکہ اسے مسلمانوں کی روایات کہا جائے پھر اسکی یہ تاویل کرنا کہ گیارہ سالہ جبر و بندش کے بعد یہ کچھ ہونا ہی تھا عذرِ گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے الزام، دشنام اور بہتان یقیناً جمہوری روش ہے چونکہ برسرِ اقتدار آنے کے لئے یہی لب و لہجہ جمہوری آزادیٔ رائے کہلاتا ہے۔ اس لئے اقتدار پر قابض ہونے کے بعد اس سے بہتر لب و لہجہ کی توقع ہی عبث ہے۔ جبکہ جمہوریت کا اصول یہی ہے کہ برسرِ اقتدار طبقہ کو اقتدار سے محروم کرنے کے لئے حکمرانوں پر بے محابا تنقید کیجائے۔ جب آزادی تنقید کی حدود متعین نہیں کیجائیں گی تو حکمرانوں پر تنقید کی بھی کوئی حد نہیں ہوگی اور تنقید کی حدود کا تعین بھی صرف اسلام میں ہے جمہوریت میں نہیں پھر سب سے

بڑی بات جو مسلسل نظر انداز کیجا رہی ہے وہ ہے شخص کا معیار ۔ جمہوریت میں اس کا کوئی تصور ہی نہیں ہے ۔

وسائل کے بل بوتے پر جس کا جی چاہے مقتدر بن بیٹھے اور جو زبان دراز ہو وہ ناقد بن جائے سلام ہی وہ واحد نظام ریاست ہے جس میں حاکم کے لئے شخصی صفات کی پابندی ہے اور ناقد کے لئے بھی شخصی صفات کی پابندی ہے اور تنقید کی حدود بھی متعین ہیں ۔ اسی طرح جمہوریت میں مساوات انسانی کا جو تصور ہے وہ بھی حدود و قیود سے مُبّرا ہے ۔ شخصی ضروریات ، طبقاتی ضروریات اور تقاضوں میں مساوات کی بات تو سمجھ میں آتی ہے اور اسلام اس بنیادی نظریہ کا خالق ہے ۔ جمہوریت میں مساواتِ انسانی کا کوئی کنارہ نہیں بلکہ دو پاؤں پر پاؤں پر چلنے والا ہر جانور انسان سمجھا جاتا ہے اور امت کے تمام معاملات اور ملکی و قومی مسائل میں اس کا وہی حق مقرر کیا جاتا ہے جو ایک مومن قانت کا حق ہے ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ پی پی پی کی حکومت نے مرزائیوں کو بھی مساواتِ انسانی کی ذیل میں شمار کیا ہے اور انہیں طبقاتی حقوق و مراعات سے ماورا ر ملکی و قومی معاملات و مسائل میں بھی حقوق دیدیئے ہیں جو سراسر کافرانہ تصور ، مشرکانہ عمل اور ملحدانہ رویّہ ہے جو بہر نوع قابلِ نفرت ہے ۔ پاکستان میں جمہوریت کا ڈھرپٹ گانے والوں کو اللہ ہی سمجھے ان کی شطرنج کی چالیں ایسی خوفناک ہیں کہ :

" شیطان پیش پالیش سجدہ ریزے " کہاں تو ان دین والوں کا حال ہے جو اپنی مادی اسلام میں دینی شعائر کو اوڑھنا بچھونا بنائے رکھتے ہیں لیکن جوں ہی وہ منبر و محراب سے باہر آتے ہیں چولا بدل لیتے ہیں اور اس میں ذرہ بھر جھجکپاہٹ محسوس نہیں کرتے یہاں تک کہ سلطانی و درویشی اپنے عیارانہ حربوں میں ہم پلّہ ہو جاتی ہے ضیاء الحق کے عہدِ قریب میں جمہوریت اور جماعتی جمہوریت کا مُدھر گیت گایا گیا تو اللہ والے بھی ان گرگوں کے غول میں اچھلتے کودتے دِکھائی دیئے ۔

گو مشتِ خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں   اس مُشتِ خاک کو جمہوریت کا " جھونکا " بھی نہ رُلا ۔ !

ریڈیو اور ٹی وی : جمہوریت پی پی پی کی انارکسٹ گود میں آگری تو اس کا سب سے پہلا وار ٹی وی پر ہوا اور میوزک ۸۹ ، جلوہ نما ہوا نوجوان نسل کی جنسی لذتیت کو قومی اور قانونی شکل دینے کے لئے جدید کلچر کا پہلا شو کیا گیا اور اب جولائی سے ستمبر تک کی سہ ماہی کے پروگرام میں جس کلچر کو پیش جا رہا ہے اُسے دیکھنے کے بعد اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ پروگرام سیکنڈلے نیوین ٹی وی کا ہے پاکستان ٹیلیوژن کا ہرگز نہیں ۔ حیرانی کی بات ہے کہ آزادی اظہار کے یہی نعرے باز ماضی قریب